شاہ بلیغ الدین صاحب

واہ واہ

اردو زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر کرنے والوں میں ایک مولانا عبدالقدیر حسرت بھی شامل ہیں۔ بڑے کڑھے ہوئے بزرگ تھے۔ ۹۱،۹۲ برس کی عمر میں انتقال ہوا۔ لیکن علم حاضر تھا۔ دکن میں ہزاروں لوگ ان کے مرید تھے اور ہزاروں ہی کی تعداد ان کے شاگردوں کی تھی۔ جامعہ عثمانیہ میں شعبۂ عربی کے پروفیسر گیا استاذ الاساتذہ تھے۔ ڈاکٹر رضی الدین صدیقی، ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، ڈاکٹر عبداللطیف، ڈاکٹر ولی الدین۔ ڈاکٹر زور اور یونی ورسٹی کے بہت سے پروفیسران کے نیازمندوں میں تھے۔ دہلی کے پروفیسر ضیاء الدین اور علی گڑھ کے ڈاکٹر عبدالعزیز میمن۔ عربی دانی میں ان کے برابر کے بزرگ تھے۔ قدیم عربی پر ان کی ایسی گہری نظر تھی کہ مصر اور بیروت سے مخطوطات اصلاح اور ترتیب کے ان کے پاس آتے تھے۔ علم تھا سو تھا، صاحب دل بھی تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے سنا کہ ایک بزرگ حیدرآباد آئے ہیں۔ اور ان کے ایک عزیز کے پاس ٹھہرے ہوئے ہیں۔ یہ عزیز تھے کرنل حبیب جو خود بھی بڑے اللہ والے اور مولانا کے مریدوں میں شامل تھے۔ آنے والے بزرگ جو ان کے گھر میں مقیم تھے۔ اورنگ آبادی تھے۔ کرنل حبیب کو معلوم ہوا کہ مولانا ملاقات کے لئے تشریف لائے تھے تو گھر سے آ گئے۔ اور مولانا کو احترام سے اندر لائے۔ اور ان بزرگ حضرت محبوب علی شاہ کے حجرے کی طرف رہنمائی کر دی۔ خود ساتھ اندر نہ گئے۔

بزرگوں اور اہل علم کا احترام کرنا ہر مسلمان مرد عورت کا فریضہ ہے۔ اس بارے میں لاپرواہی وہی کرتے ہیں جو بدنصیب ہوتے ہیں۔ کوا جب ہنس کی چال چلنے لگتا ہے تو اپنی چال بھی بھول جاتا ہے۔ ہماری نئی نسل مغربی رنگ میں کچھ اس طرح رنگی جارہی ہے کہ مشرقی تہذیب اور شائستگی کے ان انمول اصولوں کی ذرا پرواہ نہیں۔ آج ہمارے ملک میں کسی شہر کسی بستی، کسی محلے کے بچوں کو دیکھئے کسی بڑے بوڑھے عالم فاضل کی عزت نہیں کرتے۔ اپنے دوستوں کے بزرگوں کو بھی خاطر میں نہیں لاتے۔

نئی نسل میں بعض بچوں کی اٹھان جس شان سے ہوئی ہے اس کا اندازہ لگانا ہو تو جدہ میں مقیم پاکستانی بیٹی کے یہ جملے ذہن میں رکھئے گا ـــــ ہم تو آج کل جب بھی خانہ کعبہ میں جاتے ہیں تو یہ ایک ہندو (ایکٹر) کی صحت یابی